پروفیسر محمد صدیق نیازمند

مغل فرمانروا شہنشاہ اکبر کی فارسی شاعری

اکبر خود ایک شاعرانہ طبیعت کا مالک تھا۔ وہ فارسی اور ہندی دونوں زبانوں میں شعر کہتا تھا۔ چنانچہ ہندی میں وہ "رائے" تخلص کرتا تھا۔[۱] اکبر کی ذہانت کو دیکھکر اُسکے درباری شعرا اور علماؤ فضلا بے حد متاثر ہو چکے تھے چنانچہ اکبر نامہ میں ابوالفضل اکبر کی شعر و شاعری کرنے کی تصدیق یوں کرتا ہے:

"ارباب حکمت و اصحاب ریاضت و صاحبانِ علوم ظاہری و دانایانِ صنائع کلی و جزوی چون در بساطِ حضورِ اقدس میرسند از شناسائی خود سرِ خجالت بگریبانِ تامل فرو برده حیران می مانند۔ و طبعِ الہام پذیر آنحضرت بگفتنِ نظم ہندی و فارسی بغایت موافق افتاده در دقائقِ تخیلاتِ شعری نکتہ سنجی [illegible] دشگافی می فرمایند [illegible] کتبِ نظم مثنوی مولوی و دیوانِ لسان الغیب

خود بسعادت روان میخوانند...... و بزبان ہندی نیز معانیٔ رنگین منظوم ساختہ اند کہ کارنامۂ این فن تواند بود"[2]

اکبر کی شعر و شاعری کا اعتراف تاریخِ فرشتہ کا مصنف یوں کرتا ہے: "اگرچہ خطِ سوادِ کامل نداشت اما گاہی شعر گفتی و در علم تاریخ وقوفی تمام داشت و قصص ہند نیکو میدانست"[3]

شعر گوئی کے لئے اکبر کی طبیعت موزون تھی۔ وہ کبھی کبھی موقع و محل کے لحاظ سے دوسروں کے شعروں کو دھراتا تھا یا اپنے طبع زاد بھی کہتا تھا[4]۔ لیکن تذکروں اور تاریخوں میں اسکے بہت کم طبعزاد اشعار درج ہیں اور جتنے بھی ہیں وہ اس فن میں اُس کی دلبستگی کا بہترین ثبوت ہیں۔ مولانا آزاد اکبر کی شعر گوئی سے متعلق لکھتا ہے کہ: "اشعار جو اسکے نام پر کتابوں میں لکھے ہیں اُسی کے ہیں کیونکہ اگر وہ ملکِ شاعری میں شہرت چاہتا تو شاعر ہزاروں تھے۔ جلدوں کی جلدیں تیار کر دیتے لیکن جب یہی چند شعر اسکے نام پر لکھے ہیں تو اپنی ہی طبیعت کی امنگ ہے جو کبھی کبھی موقع پر ٹپک پڑی ہے"[5]۔ اکبر نامہ کے مصنف نے اکبر کا یہ شعر بطورِ نمونہ درج کیا ہے اور لکھا ہے کہ "این بیتِ گرامی از نتائج فکر آنحضرت است"[6]

نیست زنجیرِ جنون در گردنِ مجنونِ زار
عشق دستِ دوستی در گردنش افگندہ است

صاحب ریاض الشعرا نے اکبر کی مندرجہ ذیل مستزاد رباعی نقل کی ہے جو اُسنے عبداللہ خان ازبک والیٔ توران کو بھیجی تھی[7]

عمرم ہمہ در فراق و ہجران بگذشت — با درد و الم
این عمر گرانمایہ چہ ارزان بگذشت — در رنج و ستم
عمریکہ بشہرِ سمرقند دہی — با عیش و طرب
افسوس کہ در آگرہ ویران بگذشت — با غصہ و غم[8]

تذکرۂ تاریخ الافکار اور شمع انجمن میں اکبر کے یہ اشعار درج ہیں[9]

Scanned with Oken Scanner

شبنم مگو کہ بر ورقِ گل فتادہ است — کان قطرۂ ز دیدۂ بلبل فتادہ است

○

من بنگ نمیخورم می آرید — من چنگ نمیزنم نی آرید[9]

○

قطعہ

دوشینہ بکوی می فروشان — پیمانۂ می بزر خریدم
اکنون ز خمار سر گرانم — زر دادم و دردسر خریدم

مولانا آزاد نے اکبر کے حسب ذیل اشعار بھی نقل کئے ہیں ؎

گریہ کردم زغمت موجب خوشحالی شد — ریختم خون دل از دیدہ دلم خالی شد

رباعی ؎

می ناز کہ دل خون شدہ (؟) از دوری او[10] — من یارِ غمم ز دستِ مہجوری او
در آئینۂ چرخ نہ قوس قزح است — عکس است نمایان شدہ از جوری او[11]

تذکرۂ روز روشن میں اور اشعار کے علاوہ مندرجہ ذیل رباعی اکبر کے ساتھ منسوب ہے ؎

از بارِ گنہ خمیدہ پشتم چکنم — نی راہ بمسجد نہ کنشتم چکنم
نی در صفِ کافر نہ مسلمان جاییم — نی لائق دوزخ نہ بہشتم چکنم[12]

اکبر شاعر ہونے کے علاوہ ایک اچھا ناقد بھی تھا۔ وہ دربار میں بڑے بڑے اساتذہ کے کلام پر نکتہ چینیاں کیا کرتا تھا اور دربار میں حاضر علماء اور فضلاء اسکے تنقیدی شعور کو سراہتے تھے۔ ایک بار دربار میں طالب اصفہانی کی رباعی پڑھی گئی جو حکیم ابوالفتح گیلانی کی وفات پر کہی گئی تھی اور اس میں اسکے بھائی ہمام کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا گیا تھا۔ رباعی ملاحظہ ہو ؎

Scanned with Oken Scanner

بہر دو برادرم کہ دمساز آمد — او شد بہ سفر وین ز سفر باز آمد
او رفت و بدنبالہ او عمر برفت — وین آمد و عمر رفتہ ام باز آمد

جونہی اکبر نے یہ رباعی سنی تو اس نے کہا کہ لفظ "دنبالہ" سے شعر میں گرانی پیدا ہو گئی ہے۔ اگر مصرعہ کو یوں پڑھا جاتے تو بہتر ہو گا ؏

او رفت و ز رفتنش مرا عمر برفت[13]

اسی طرح ایک دن اکبر کے دربار میں ایک محفلِ موسیقی آراستہ کی گئی تھی اور گویئے نے یہ شعر کہا

سیما یار و خفرش رہنما و ھمعنان یوسف — فغانی آفتابِ من بدین اعزازی آید

اکبر نے جونہی یہ شعر سنا تو کہا کہ اگر شعر میں "آفتابِ من" کی بجائے "شہسوارِ من" کہا جاتے تو زیادہ موزوں اور مناسب ہو گا۔ یہ سن کر محفل میں حاضرین نے آفریں کیا۔[14]

ایک دن قلیچ خان نے ایک بیاض اکبر کو پیش کیا اور عرض کیا کہ اس کا نام خلاصۃ الملک رکھا ہے اکبر نے پوچھا کہ یہ نام صوبے اور سرکار کے سزاوار ہے یا قصبے کے؟ بہتر یہی ہے کہ حقیقۃ الملک نام رکھا جاتے۔ قلیچ خان کارروائی سنا رہا تھا۔ باتوں باتوں میں ریاضی سے متعلق بات چلی۔ اکبر نے یہ شعر حسبِ حال کہا

تو کارِ زمین را نکو ساختی — کہ با آسمان نیز پرداختی[15]

۹۹۸ھ میں اکبر کے دربار میں ایک خاص محفل منعقد ہوئی۔ شراب کا دور چل رہا تھا اور میر عبدالحی میر صدر جہان، مفتی کل نے ذاتی رغبت سے شراب پی لی۔ اکبر نے اس پر مسکراتے ہوئے خواجہ حافظ کا یہ شعر پڑھا

در عہد بادشاہِ خطا بخش و جرم پوش — قاضی پیالہ کش شد و مفتی قرابہ نوش[16]

بزم تیموریہ کے مصنف نے ریاض الشعرا کے حوالے سے لکھا ہے کہ علی قلی خان نے جسکا خطاب خان زمان تھا اور جو پنڈز کا حاکم مقرر کیا گیا تھا ایک بار اکبر کے خلاف بغاوت کی۔ اکبر

Scanned with Oken Scanner

بذاتِ خود اسکی بغاوت کچلنے کے لئے میدانِ جنگ میں آگیا۔ خان زمان نے جو خود علم و ادب کا اچھا سلیقہ اور شغف رکھتا تھا اور شعر بھی کہتا تھا۔ شعر و شاعری میں ماٰثر الامرا کے مصنف کے بقول سلطان تخلص کرتا تھا، بہت سخت لب و لہجہ میں مندرجہ ذیل اشعار کہہ کر اکبر کے پاس بھیجدیئے ؎

ای سدِ سکندر زمانہ درِ تو یاجوج بود سپاہی لشکرِ تو
در دورِ تو آثارِ قیامت پیداست دجال توئی و خواجہ امینا خرِ تو[۱۷]

اکبر نے اسی درشتی کے ساتھ خانِ زمان کے پاس یہ اشعار بھیجدیے ؎

ای خانِ زمان کہ پر بود لشکرِ تو شد دولت من باعث کرّ و فرِ تو
کمتر باشم ز خرِ دجال امروز فردا من اگر جلا نسازم سرِ تو

خان زمان نے جواباً یہ اشعار دوبارہ اکبر کے پاس کہہ کر بھیجے ؎

تا ہست اثر خالصہ در کشورِ تو مشکل کہ بمن جنگ کند لشکرِ تو
یکذرہ ز زر و سیم کہ تا نوکر تو از سر گزرد برای سیم و زرِ تو

اس کے جواب میں اکبر نے یہ قطعہ بھیجدیا ؎

با آنکہ خاک درم افسرِ تو امروز بمن فرود نیاید سرِ تو
از دولتِ من ہست ترا سیم و زری وز زورِ زر است قدرتِ لشکرِ تو

خان زمان اکبر کی فوجوں کے مقابلے میں زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اسلئے آخر نے ہار مان لی اور اکبر کے پاس معذرت خواہی کے لئے یہ اشعار بھیجے ؎۔

ای شاہ زمان منم کمین نوکرِ تو در ترس کمی تو انم آمد برِ تو
از دُورِ تو قصدِ کشتن من داری نزدیک چسان تو انم آمد برِ تو

اکبر نے خان زمان کو معاف کیا اور یہ اشعار اُسکے پاس بھیجدیئے ؎

گفتی تو بچو راستی خدا یا ورِ تو صد رحمتِ حق بر پدر و مادرِ تو

تغییر مدہ توسکہ و خطبۂ من   تا من نکنم آرزوئی کشور توست[18]

اکبر کو بہت سے اساتذہ کے کلام میں سے لاتعداد اشعار زبانی یاد تھے۔ وہ دربار میں اکثر اوقات اساتذہ شعرأ کے بہترین اور عمدہ اشعار برمحل کہتا تھا اور کبھی کبھی انہیں مناشیر، فرامین اور مکتوبات میں بھی درج کرتا تھا چنانچہ جب وہ ۹۹۷ھ میں کشمیر کی سیر و سیاحت کے لئے آیا تو امرأ، وزرا اور محل سرا کی بیگمات اسکے ہمرکاب تھیں۔ کشمیر پہنچ کر اُسے خیال آیا کہ اگر مریم مکانی (والدہ) بھی اس سفر میں ساتھ ہوتی تو اور بھی اچھا ہوتا۔ اُس نے ابوالفضل کو حکم دیا کہ مریم مکانی کے نام عرضداشت لکھے۔ جب وہ عرضداشت تحریر کرنے میں مصروف ہوگیا تو اکبر نے اُسے تاکید کی کہ یہ شعر بھی عرضداشت میں درج کرے ؎

حاجی بسوی کعبہ رود از برای حج   یارب بود کہ کعبہ بیاید بسوی ما[19]

اکبر کو آصفی شاعر کا یہ شعر بہت ہی پسند تھا اور اکثر اوقات وہ اسے دربار میں گنگناتا رہتا تھا ؎

قاتلِ من چشم می بندد دمِ بسمل مرا   تا بماند حسرتِ دیدارِ او در دل مرا

چنانچہ فیضی فیاضی نے اس شعر کی نزاکت سمجھ کر اور شعر کے بہت زیادہ دلنشین ہونے کی وجہ سے اِسی ردیف و قافیہ میں ایک غزل کہی ہے جسکا مطلع یہ ہے ؎

پا بُرد بگذار ای قاتل دمِ بسمل مرا   تا باین تقریب پابوسی شود حاصل مرا[20]

جسوقت شاہزادہ سلیم (جہانگیر) نے ابوالفضل کو ۱۰۱۱ھ میں قتل کرایا اور ابوالفضل کا سر اکبر کے دربار میں لایا گیا تو یہ دیکھ کر اکبر بہت رنجیدہ ہوا اور اسکی زبان سے بے تحاشہ یہ شعر پھوٹ پڑا ؎

شیخ ما از شوقِ بی حد چون سوی ما آمدہ   ز اشتیاقِ پای بوسی بی سر و پا آمدہ[21]

اکبر علم و ادب کے ساتھ دلچسپی رکھنے والے امرا اور وزرأ کی خوب حوصلہ افزائی اور سرپرستی کرتا تھا۔ اسکے زمانے میں عیسائی (یورپی) لوگ ہندوستان کی بندرگاہوں تک

تجارت کی غرض سے آتے تھے۔ انکی زبان سے چونکہ کسی کو بھی آشنائی نہیں تھی اسلئے اکبر نے عبدالرحیم خانخانان کو حکم دیا تھا کہ وہ انکی زبان سیکھ لے۔ خانخانان نے قلیل عرصے میں انکی زبان سیکھ لی اور اسمیں وہ پڑھ لکھ سکنے کے قابل ہوا۔[۲۲]

اکبر کو لسان الغیب حافظ کے ساتھ اتنا اُنس اور اسقدر محبت تھی کہ وہ کسی مہم پر جانے سے قبل یا کسی نیک کام کو انجام دینے سے پہلے دیوان حافظ سے فال نکالتا تھا اور یہ فال اکثر اوقات درست نکلتے تھے۔[۲۳]

اگرچہ فارسی نثر میں اکبر کی کوئی دستاویز اسکے ان پڑھ ہونے کی وجہ سے موجود نہیں لیکن ابوالفضل نے آئین اکبری میں اکبر کے بہت سے اقوال درج کئے ہیں جن کو اگر اکبر کی فارسی نثر کہا جائے تو زیادہ موزون اور مناسب ہوگا۔ اگرچہ ان سب اقوال کا نقل کرنا یہاں پر ممکن نہیں لیکن اس موضوع کی نزاکت کو دیکھکر یہاں پر "مشتی از خرواری" چند اقوال ملاحظہ ہوں:

۱ "آفرید را با آفرینندہ پیوندی است کہ بگفت در نگنجد۔"[۲۴]

۲ "صوری پرستش کہ آنرا نو آئین الہی برگزیند، بجہت بیدارئی غنودگانست ورنہ ایزدی نیایش از دل بر آید نہ بتن۔"[۲۵]

۳ "رنجوری خرد را ہیچ درمانی بہ از آمیزۂ نیکوان نبود۔"[۲۶]

۴ "زبان آموزی از ہمنشینی برخیزد ورنہ بہمان لب بستگی باز مانند۔"[۲۷]

۵ "زنان ہندوستان جان بی بہا را بس کم ارز ساختہ اند۔"[۲۸]

۶ "دروغ از ہمہ ناخوش واز پادشاہان نکوھیدہ تر۔ این گروہ را سایۂ خدا گویند وسایہ راست باشد۔"[۲۹]

۷ "باز نگیرید ست و پا اصول آورد و شاعر بزبان۔"[۳۰]

۸ "اگر سرمایۂ حرمتِ خوک بی غیرتی باشد بایستی شیر و مانند آن حلال بودی۔"[۳۱]

۹ "عجب است کہ در زمانِ پیغمبر با تفسیر قرار نگرفت تا دگر گونگی راہ نیافتی۔"[۳۲]

10 "از مردم بس شگفت آید کہ خورد سالان راکہ از بار فرائض سبک دوش اند سنت ختنہ بگویر شمرند"۔ [۴۲]

11 "حکیم میرزا یادگاری است از جنت آشیانی (ہمایون) اگر او راہ ناسپاسی سپرد مارا جز مہربانی نسزد"۔ [۴۳]

حواشی

۱؎ ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی جلوے ص۶۲-۶۳۔ بزم تیموریہ ۱/۸۳، ۵۸، ادبیات فارسی ص۲۶

۲؎ اکبرنامہ ۱/۲۷۰-۲۷۱ (فارسی)

۳؎ تاریخ فرشتہ بحوالہ بزم تیموریہ ۱/۵۷-۵۸۔

۴؎ 2, A HISTORY OF PERSIAN LANGUAGE & LITERATURE AT THE MUGHAL COURT BY M. A. GHANI ۳۲/۱۱

۵؎ دربار اکبری ص۱۳۰۔

۶؎ اکبرنامہ ۱/۲۷۱ (فارسی)

۷؎ ریاض الشعرا از والہ داغستانی بحوالہ بزم تیموریہ ۱/۵۸ سرزمین ہند ص… شاہان شاعر ص۲۸

۸؎ تذکرۂ نتائج الافکار از مولانا محمد قدرت ص۴۳، شمع انجمن ص۱۰۶

۹؎ یہ شعر اور قطعہ دربار اکبری ص۱۳۷ اور آتشکدۂ آذر ۱/۵۲ میں بھی درج ہے۔

۱۰؎ کذا فی الاصل۔ بزم تیموریہ ۱/۵۹ میں یہ مصرع یوں … ہے شعر

من یار دلم کہ خون شد از دوری او

۱۱؎ دربار اکبری ص۱۳۷ "اچوری" ہندوستانی لفظ "پونچی" ہے جسے انگریزی میں BANGLE کہتے ہیں۔

۱۲؎ تذکرۂ روز روشن ص۶۳ بحوالہ بزم تیموریہ ۱/۵۹-۶۰۔

۱۳؎ آئین اکبری ۲/۲۳۸ (فارسی)، بزم تیموریہ ۱/۶۱۔ دربار اکبری ص۴۶ میں درج ہے کہ یہ رباعی طالب آملی نے کہہ کر سنائی تھی اور اکبر نے اسکی تصحیح کی۔

Scanned with Oken Scanner

١٤ھ آئین اکبری ٢/٢٣٨۔

١٥ھ یہ شعر سعدی کا ہے۔ آئین اکبری ٢/٢٣٨۔

١٦ھ دربار اکبری ص ٨٥۔

١٧ھ ملا عبدالقادر بدایونی جو اکبر کا معاصر تھا منتخب التواریخ میں رقمطراز ہے:

"دراین سال خواجہ امینا وزیر مستقل ملقب بخواجہ جہان در لکھنو وقت مراجعت اردو از پٹنہ داعی حق را اجابت نمود وصوحی شاعر در عین کلانی و بزرگی ادا این رباعی گفتہ بود کہ؎

براہل ہنر سد سکندر درِ تست — یاجوج کہ گویند صف لشکر تست
در دور تو آثار قیامت پیداست — دجال توئی و خواجہ امینا خر تست

منتخب التواریخ ٢/١٨٦۔ ١٨٧۔

١٨ھ بزم تیموریہ ١/٥٨۔٥٩۔

A HISTORY OF PERSIN LANGUAGE & LITERATURE A THE MUGHAL COURT BY M.A. GHANI III/18 TO 21.

لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ اشعار خود اکبر کے طبعزاد تھے اگرچہ ریاض الشعراء کے مصنف نے ان اشعار کو اکبر کے ساتھ منسوب کیا ہے لیکن دیگر تذکروں سے اسکی تصدیق نہیں ہوسکی۔

١٩ھ دربار اکبری ص ١٣٨۔

٢٠ھ بزم تیموریہ ١/١١٧۔

٢١ھ ماثر الامرا ٢/٦١٧، بزم تیموریہ ١/٨٠۔ دربار اکبری ص ٣٤٩۔

٢٢ھ ماثر رحیمی ٢/٥٩٢۔

٢٣ھ 3. A HISTORY OF PERSIAN LITERTURE....by Gani III/II

تذکرہ ہمایون و اکبر ص ٢٥٧ میں ایک جگہ فال نکالنے کا ذکر موجود ہے۔

۲۴؎ آئین اکبری ۲/۲۲۷ (فارسی)

۲۵؎ ایضاً ۲/۲۲۸۔

۲۶؎ ایضاً ۲/۲۲۹

۲۷؎ ایضاً ۲/۲۴۰

۲۸؎ ایضاً ۲/۲۴۳۔

۲۹؎ ایضاً ۲/۲۴۴۔

۳۰؎ آئین اکبری ۲/۲۳۳ (فارسی)۔

۳۱؎ ایضاً ۲/۲۳۸۔

۳۲؎ ایضاً ۲/۲۳۷۔

۳۳؎ ایضاً ۲/۲۳۸۔

۳۴؎ ایضاً ۲/۲۳۱۔

Scanned with Oken Scanner